ابتدائیہ

محمد رحمت اللہ

ماہ مبارک کا استقبال

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، پہلی رجب سے ہی امام حضرات نے دعا مانگنی شروع کردی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ، وہ حضرات اس دعا کا اہتمام معلم کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے پیش نظر کرتے ہیں۔ اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم مہینہ کی تیاری اور اس کے اہتمام کا فکر امت کے اندر کس درجہ کا ہونا چاہیے۔

ہمارے دینی تعلیمی ادارے جو اکابر علماء کرام اعلی اللہ مراتبھم کی طے کی ہوئی ترتیب پر مسلسل جاری ہیں اور ان ہی کی جاری کی ہوئی اس ترتیب کو حتی الامکان باقی رکھنے کی ہر زمانے میں کوشش کرتے ہیں۔ اسی رعایت میں شعبان المعظم تک اپنے تعلیمی سال کو مکمل کرتے ہیں امتحانات سالانہ کا عمل انجام دے کر پورے سال کی محنت کا خلاصہ جمع کرتے ہیں اس طرح سے گویا سبھی متعلقہ حضرات کو اس مبارک مہینہ کے اعمال کو انجام دینے کے لئے فارغ کردیتے ہیں۔ فراغت کے اس وقفہ کو انتظامی اصطلاح میں تعطیل کلاں کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ شوق رکھنے والے حضرات ان تعطیلات کو اللہ کے پاک گھر میں یکسوئی کے ساتھ گذار کر بعض حضرات اپنے مشائخ کی نگرانی میں ان کی محافل میں گذار کر اس مبارک مہینہ کو وصول کرنے کے لئے صَرف کرتے ہیں۔ اور یکسوئی اور دلچسپی کے ساتھ رمضان کے عظیم الشان مہینہ کی قدر کر کے اس کے مسنون اعمال کو انجام دے کر دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

****

اسباق تفسیر

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا ایک اور واقعہ اور نئی سزا

معارف ومسائل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ ہدایت ملی کہ اپنی قوم کو بیت المقدس اور ملک شام فتح کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیں تو انھوں نے پیغمبرانہ حکمت وموعظت کے پیش نظر یہ حکم سنانے سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کے وہ انعامات یاد دلائے جو بنی اسرائیل پر اب تک ہو چکے تھے۔ ارشاد فرمایا:

اُذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ فضل وانعام یاد کرو جو تم پر ہوا ہے کہ تمھاری قوم میں بہت سے انبیاء بھیجے اور تم کو صاحب ملک بنا دیا اور تمھیں وہ نعمتیں بخشیں جو دنیا جہان میں کسی کو نہیں ملیں۔

اس میں تین نعمتوں کا بیان ہے جن میں سے پہلی نعمت ایک روحانی اور معنوی نعمت ہے کہ ان کی قوم میں مسلسل انبیاء بکثرت بھیجے گئے جس سے بڑھ کر اُخروی اور معنوی اعزاز کوئی نہیں ہوسکتا۔ تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے کہ کسی قوم اور کسی امت میں انبیاء کی کثرت اتنی نہیں ہوئی کہ جتنی بنی اسرائیل میں ہوئی ہے۔

امام حدیث ابن ابی حاتم نے بروایت اعمش نقل کیا ہے کہ قوم بنی اسرائیل

****

کے آخری دور میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہے۔ صرف اس دور میں ایک ہزار انبیاء بنی اسرائیل میں بھیجے گئے۔

دوسری نعمت جس کا ذکر اس آیت میں ہے، وہ دنیوی اور ظاہری نعمت ہے کہ ان کو ملوک یعنی صاحب ملک وسلطنت بنا دیا گیا۔ اس میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل جو مدت سے فرعون اور قوم فرعون کے غلام بنے ہوئے دن رات اُن کے مظالم کا شکار رہتے تھے، آج اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو نیست و نابود کر کے ان کو ان کی حکومت وسلطنت کا مالک بنا دیا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ انبیاء کے معاملہ میں تو ارشاد ہوا کہ جعل فیکم انبیاء یعنی تمھاری قوم میں سے بہت سے لوگوں کو انبیاء بنا دیا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ پوری قوم انبیاء نہیں تھی۔ اور یہی حقیقت بھی ہے کہ انبیاء معدودے چند ہوتے ہیں اور پوری قوم اُن کی اُمت اور متبع ہوتی ہیں۔ اور جہاں دنیا کے ملک وسلطنت کا ذکر آیا تو وہاں فرمایا – وجعلکم ملوکا۔ یعنی بنا دیا تم کو ملوک جس کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ تم سب کو ملوک بنا دیا۔ لفظ ملوک ملک کی جمع ہے۔ جس کے معنی عرف عام میں بادشاہ کے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس طرح پوری قوم نبی اور پیغمبر نہیں ہوتی، اسی طرح کسی ملک میں پوری قوم بادشاہ بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ قوم کا ایک فرد یا چند افراد حکمران ہوتے ہیں۔ باقی قوم ان کے تابع ہوتی ہے۔ لیکن قرآنی الفاظ نے ان سب کو ملوک قرار دیا۔

اس کی ایک وجہ تو وہ ہے جو بیان القرآن میں بعض اکابر کے حوالہ سے

****

بیان کی گئی ہے کہ عرف عام میں جس قوم کا بادشاہ ہوتا ہے اس کی سلطنت حکومت کو اسی پوری قوم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسے اسلام کے قرون وسطیٰ میں بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومت کہلاتی تھی۔ اسی طرح ہندوستان میں غزنوی اور غوریوں کی حکومت پھر مغلوں کی حکومت پھر انگریزوں کی حکومت پوری قوم کے افراد کی طرف منسوب کی جاتی تھی۔ اس لئے جس قوم کا ایک حکمران ہو وہ پوری قوم حکمران اور بادشاہ کہلاتی ہے۔

اس محاورہ کے مطابق پوری قوم بنی اسرائیل کو قرآن کریم نے ملوک قرار دیا۔ اسمیں اشارہ اس طرف بھی ہوسکتا ہے کہ اسلامی حکومت درحقیقت عوامی حکومت ہوتی ہے۔ عوام ہی کو اپنا امیر اور امام منتخب کرنے کا حق ہوتا ہے اور عوام ہی اپنی اجتماعی رائے سے اس کو معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے صورۃً اگرچہ فرد واحد حکمران ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ حکومت عوام ہی کی ہوتی ہے۔

دوسری وجہ وہ ہے جو ابن کثیر اور تفسیر مظہری وغیرہ میں بعض سلف سے نقل کی ہے کہ لفظ ملک بادشاہ کے مفہوم سے زیادہ عام ہے۔ ایسے شخص کو ملک کہد یا جاتا ہے۔ جو آسودہ حال ہو مکان، جائداد، نوکر چاکر رکھتا ہو۔ اس مفہوم کے اعتبار سے اس وقت بنی اسرائیل سے ہر فرد ملک کا مصداق تھا۔ اس لئے ان سب کو ملوک فرمایا گیا۔

تیسری نعمت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ وہ معنوی اور ظاہری دونوں

****

قسم کی نعمتوں کا مجموعہ ہے کہ فرمایا۔ وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی تم کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو دنیا جہاں میں کسی کو نہیں دی گئیں۔ ان نعمتوں میں معنوی شرف اور نبوت و رسالت بھی داخل ہے اور ظاہری حکومت و سلطنت اور مال و دولت بھی۔ البتہ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بنص قرآن امت محمدیہ ساری امتوں سے افضل ہے۔

ارشاد قرآنی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا، اس پر شاہد ہے اور حدیث نبوی کی بے شمار روایات اس کی تائید میں ہیں۔ جواب یہ کہ اس آیت میں دنیا کے ان لوگوں کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے موسوی عہد میں موجود تھے کہ اس وقت پورے عالم میں کسی کو وہ نعمتیں نہیں دی گئی تھیں جو بنی اسرائیل کو ملی تھیں۔ آئندہ زمانہ میں کسی امت کو ان سے بھی زیادہ نعمتیں مل جائیں یہ اس کے منافی نہیں۔

اس پہلی آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو قول نقل فرمایا گیا ہے۔ یہ تمہید تھی اس حکم کے بیان کرنے کی جو اگلی آیت میں اس طرح ارشاد ہوا ہے۔ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِىْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ یعنی اے میری قوم تم اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے حصہ میں لکھ رکھی ہے۔

(جاری)

****

اسباق حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

عورتوں کی الٹی چال

عورتوں کا بھی عجیب مزاج ہے کہ اجنبیوں کے سامنے مزین ہو کر جائیں گی۔ مثلاً گھر سے باہر نکلنا ہو تو کام دس منٹ کا ہوگا اور اس کے لئے تیاری ایک گھنٹہ تک کرے گی۔ اچھے کپڑے پہنے گی، زیورات سے آراستہ ہوگی، اور سب تیاری کرے گی۔ بے چارہ شوہر جس کے پیسوں سے یہ سب آیا ہے، کپڑے اور زیور اسی نے تو خرید کر دئے ہیں، زیب و زینت کا سامان بھی اس کے پیسوں سے آیا ہے، وہ تو اس کا جلوہ دیکھنے کو ترستا ہی رہتا ہے، اور یہ عورت مزین ہو کر ساری دنیا کے سامنے آتی جاتی ہے۔ یہ بھی عورتوں کی بڑی عجیب نفسیات ہے، جس کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ شریعت نے عورت کو شوہر کے علاوہ کسی اور کے سامنے زیب و زینت کے ساتھ آنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

بلکہ حدیث پاک میں تو آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی عورت اگر خوشبو لگا کر اجنبیوں کے بیچ میں سے گذرتی ہے، تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ترمذی ۱۰۶/۲) گویا اس کی خوشبو جب غیروں کی قوت شامہ تک پہنچے گی، تو ان کے دل میں اس کی طرف شہوت کے جذبات بھڑکیں گے۔ تو وہ عورت ان کے دلوں میں برے خیالات پیدا کرنے والی بنی، اس لئے اس پر اتنی سخت وعید ہے۔

اس لئے عورت کو گھر سے باہر بے پردہ نکلنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

****

ضرورت کے موقع پر پردے اور حجاب کے ساتھ اور میلے کچیلے کپڑوں میں نکلنے کی اجازت ہے۔اس لئے میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر شریعت کی ان ہدایتوں کا لحاظ کیا جائے تو عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا ہی بند ہو جائے۔اگر کوئی عورت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت مانگے اور شوہر کہے کہ ان شرطوں کی رعایت کرتے ہوئے جانا ہو تو جاؤ تو عورت کہے گی کہ اگر ایسے ہی جانا ہے؟ تو پھر کون جاوے؟ چلو رہنے دو۔تو شوہر بھی کہہ دے کہ اچھا ٹھیک ہے، پھر تو باہر جانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔

گھر سے باہر نکلنے کے لئے کب شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں

کن صورتوں میں بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟

تو وہ درج ذیل ہیں:-

(۱) بیوی اپنے ماں باپ کی ملاقات کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ویسے شوہر کو چاہیے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ماں باپ کی ملاقات کے لئے جانے کی اجازت دے۔اور عورت کو چاہیے کہ ملاقات کر کے خیر خیریت معلوم کر کے تھوڑی دیر میں واپس آجائے۔وہاں ٹھہرے نہیں۔لیکن اگر شوہر اجازت نہیں دیتا تو بغیر اجازت کے بھی جاسکتی ہے۔لیکن جانے کی تمام شرطیں وہی ہیں کہ بے پردہ نہ جائے، زیب وزینت کر کے نہ جائے، پردے کے ساتھ حجاب کی رعایت کرتے ہوئے اور ایسا سادہ لباس پہن کر جو کسی لئے فتنہ اور کشش کا ذریعہ نہ بنے؟ ایسی ہیئت بنا کر جاسکتی ہے۔

(۲) ماں باپ کے علاوہ دوسرے جو محرم ہیں جیسے بھائی، چاچا، ماموں وغیرہ ان کی ملاقات کے لئے سال میں ایک مرتبہ جانے کی اجازت ہے۔اگر شوہر جانے سے روکنا چاہے تو اس کو روکنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ جانے دینا پڑے گا۔اگر

****

اجازت نہیں دیتا تو بغیر اجازت کے بھی جاسکتی ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے۔صرف ملاقات کر کے واپس آجائے۔

(۳) اسی طریقہ سے یہ لوگ اگر ملاقات کے لئے شوہر کے گھر پر آرہے ہیں تو شوہر انکار نہیں کر سکتا، اگر ہفتہ میں ایک بار آرہے ہیں۔لیکن اگر روزانہ آئیں تو روک سکتا ہے۔لیکن اپنے گھر میں ٹھہرنے سے روک سکتا ہے۔اگر وہ لوگ گھر میں آکر پڑاؤ ڈالنا چاہتے ہیں تو منع بھی کر سکتا ہے کہ آپ ملاقات کر کے تشریف لے جایئے۔ اگرچہ یہ اخلاق کے مناسب نہیں ہے، لیکن ضرورت کی وجہ سے منع کرنے کی نوبت آوے، تو اس کی گنجائش ہے۔

(۴) اسی طریقہ سے عورت کے ماں باپ میں سے کوئی بیمار ہے، اور اس عورت کے سوا ان کی خدمت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، تو اگر شوہر منع کرے تب بھی اس کی اجازت کے بغیر ان کی خدمت کے لئے جاسکتی ہے۔اور جب تک ان کو ضرورت ہو تب تک وہاں ٹھہر بھی سکتی ہے۔اس سے شوہر روک نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ اگر ماں باپ غیر مسلم ہیں تو ان کی خدمت کے لئے بھی اس کو جانے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔

(۵) اسی طرح اس کا کوئی حق ہے جس کو وصول کرنے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا پڑے۔مثلاً اس کے پیسے کہیں سے لینے باقی ہیں اور ان کو وصول کرنے کے لئے کیس کیا گیا ہے، اس کی وجہ سے کورٹ میں جانا پڑے تو اگر شوہر انکار کرے تب بھی اس کے لئے جایا جاسکتا ہے۔

(۶) حج فرض ہو چکا ہے، اور اپنا فرض حج ادا کرنے کے لئے محرم کے ساتھ سفر کر رہی ہے تو شوہر کو روکنے کا حق نہیں ہے۔اگر شوہر منع کرے تب بھی وہ جاسکتی ہے۔

****

اس لئے کہ یہ شریعت کا مقرر کردہ فریضہ ہے، فرض عین ہے۔ اس کی ادائیگی سے شوہر اس کو روک نہیں سکتا۔

(۷) کوئی دینی مسئلہ ضروری پیش آ گیا جیسے حیض و نفاس سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آیا اور دریافت کرنا ضروری ہے، اور شوہر خود عالم بھی نہیں ہے اور عالموں سے پوچھ کر بتلاتا بھی نہیں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ خود عالم ہے اور مسئلہ بتا رہا ہے، پھر بھی وہ یوں کہتی ہے کہ میں تجھ سے نہیں بلکہ فلاں عالم سے پوچھوں گی تو یہ درست نہیں ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ خود عالم تو نہیں ہے لیکن اس نے کہہ رکھا ہے کہ تم کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو لکھ کر مجھے دو میں جواب لا کر دوں گا لیکن وہ مانتی نہیں ہے اور باہر نکلنا چاہتی ہے تو اس صورت میں تو روک سکتا ہے۔ لیکن نہ تو وہ خود عالم ہے کہ بتا سکتا ہو، اور نہ کسی عالم سے پوچھ کر لا کر بتاتا ہے، تو اس صورت میں عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے کسی دارالافتاء میں کسی مفتی کے پاس خود جانا چاہے؛ تو جا سکتی ہے۔ اب آج کل یہ ضرورت فون سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔

(۸) جس گھر میں رہتے ہیں وہ گھر گرنے کے بالکل قریب ہو گیا ہے۔ یا آگ لگ گئی، اگر اس گھر میں رہیں گے اور شوہر کی اجازت لینے کا انتظار کریں گے، تو گھر بھی جلے گا اور خود بھی جل جائے گی۔ یا سیلاب آ گیا اور اس گھر کے گر جانے کا اندیشہ ہے، اگر اجازت کا انتظار کرے گی تو ڈوب جائے گی تو ان سب صورتوں میں شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا چاہے، تو نکل سکتی ہے۔

بہر حال! یہ سب وہ صورتیں ہیں جس میں شریعت نے عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔

****

الاحاديث القدسية

یعنی حق جلّ مجدہ کی باتیں

از: مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی صاحب

اللہ پاک بندوں کے گمان پر معاملہ کرتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُوْلُ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ. اخرجه الطبرانی فی الاوسط، وابو نعیم و ابن عساکر عن واثلة۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: میں اپنے بندہ کے گمان پر معاملہ کرتا ہوں، اگر اچھا گمان ہے تو پھر اچھا اگر برا گمان ہے تو پھر برا۔

بندہ اللہ پاک کے عذاب وعقاب کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: یَا ابْنَ آدَمَ قَدْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکَ نِعَمًا عِظَامًا لاتُحْصٰی عَدَدُھَا، وَلَا تُطِیْقُ شُکْرَھَا. وَاِنَّ مِمَّا اَنْعَمْتُ عَلَیْکَ اَنْ جَعَلْتُ لَکَ عَیْنَیْنِ تَنْظُرُ بِھِمَا، وَجَعَلْتُ لَھُمَا غِطَاءً، فَانْظُرْ بِعَیْنَیْکَ اِلٰی مَا اَحْلَلْتُ لَکَ، فَاِنْ رَأَیْتَ مَا حَرَّمْتُ عَلَیْکَ فَاَطْبِقْ عَلَیْھِمَا غِطَائَھُمَا. وَجَعَلْتُ لَکَ لِسَانًا وَ جَعَلْتُ لَہٗ غَلْقًا، فَانْطِقْ بِمَا اَمَرْتُکَ وَاَحْلَلْتُ لَکَ، فَاِنْ عَرَضَ لَکَ مَا حَرَّمْتُ عَلَیْکَ فَاَغْلِقْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ. وَجَعَلْتُ لَکَ فَرْجًا وَجَعَلْتُ لَکَ سِتْرًا، فَاَصِبْ بِفَرْجِکَ مَا اَحْلَلْتُ لَکَ، فَاِنْ عَرَضَ لَکَ مَا حَرَّمْتُ عَلَیْکَ فَاَرْخِ عَلَیْکَ

****

سِتُرَکَ، اِبُنَ آدَمَ! اِنَّکَ لاَ تَحُمِلُ سَخَطِیُ وَلَا تُطِیُقُ اِنُتِقَامِیُ.

اخرجه ابن عساکر عن مکحول مرسلا

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! میں نے تم کو اتنی زیادہ اور بڑی بڑی نعمتیں دی ہیں کہ تم ان نعمتوں کو کسی بھی حالت میں شمار نہیں کر سکتے، اور نہ ہی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہو، منجملہ ان نعمتوں کے جو میں نے تجھ پر کی ہیں ان میں یہ ہے کہ میں نے تمہیں دو آنکھیں دی ہیں جن سے تو دیکھتا ہے۔ اور دونوں آنکھوں کے اوپر پردہ لگایا اس لئے اپنی نگاہ سے اسی کو دیکھ جس کا دیکھنا تیرے لئے حلال و جائز ہے۔ اگر حرام کو دیکھنے کی خواہش وطبیعت ہوا کرے، تو فوراً آنکھ کی دونوں پلکوں کو بند کرلیا کر (پھر تو گناہ سے بچ جایا کرے گا) اور میں نے تجھے بولنے کے لئے زبان دی ہے اور زبان محفوظ رکھنے کے لئے ہونٹ دیئے سو تو وہی باتیں بولا کر جو بولنا روا و درست ہو، اگر ناجائز و فحش گوئی کا وقت آجائے تو اپنی زبان کو ہونٹ اور دانت کے اندر بند رکھا کر، اور میں نے تجھے عفت و عصمت کی جگہ شرمگاہ دی ہے اور اس پر رانوں سے پردہ ڈالا ہے، سو تو اپنی شرمگاہ کو حلال ومباح کے ذریعہ عافیت بخش، اور اگر حرام و ناجائز تیرے سامنے پیش کیا جائے تو اس کو اپنے رانوں کے درمیان چھپا کر پردہ میں رکھ۔ اے اولاد آدم! تو میری ناراضگی وخفگی، غیظ وغضب کو برداشت نہیں کرسکتا، نہ ہی میرے عقاب وعذاب کے ذریعہ میری سزاء وانتقام کو برداشت کرسکتا ہے۔

****

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو ودرگذر

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

غزوہ بدر کے موقع پر سہیل بن عمرو گرفتار ہوا، وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بدگوئی کیا کرتا تھا اور تقریر کرنے میں ماہر تھا، آپ نے جب ان کو رہا کرنے کے لئے فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: سہیل کے اگلے دونوں دانت نکال دیئے جائیں تاکہ آئندہ پھر وہ کبھی آپ کے خلاف تقریر نہ کر سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا کہیں اللہ تعالی میرا مثلہ نہ فرمادیں؛ حالاں کہ میں نبی ہوں۔ (مثلہ اعضاء کے کاٹ دینے کو کہتے ہیں۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو ودرگذر کے کتنے ہی واقعات ہیں، اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو مستقل کتاب ہو جائے، یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمایاں وصف تھا، لیکن اس سلسلہ کا سب سے بڑا واقعہ فتح مکہ کے موقع پر دی جانے والی عام معافی ہے، غور کیجئے کہ اہل مکہ نے کونسی تکلیف تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو نہیں پہنچائی تھی؟ کمزور مسلمانوں کو قتل کیا، انھیں آگ پر لٹایا گیا، ریت پر گھسیٹا گیا، آگ جلا کر دھواں دیا گیا، کوڑے لگائے گئے، بائیکاٹ کر کے پورے قبیلہ بنو ہاشم وبنو مطلب کو فاقہ پر مجبور کیا گیا اور خود آپ کو کیا کچھ تکلیفیں نہیں پہنچائی گئیں، پاگل اور جادوگر کہا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچرا پھینکا گیا، پتھر برسائے گئے، صاحبزادیوں کو طلاق دلوائی گئی، صاحبزادی پر ایس حملہ کیا گیا کہ حمل ساقط ہو

****

گیا، عین صحن کعبہ میں آپ کو پھانسی دینے کی کوشش کی گئی، قتل کی سازشیں کی گئی، مجبور ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنا پڑا، پھر مدینہ میں بھی مسلسل مسلمانوں پر جنگ تھوپی گئی، محبوب چچا کا کلیجہ چبایا گیا، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور خون کا فوارہ بہنے لگا، غرض اذیت رسانی کی کوئی ایسی صورت نہیں تھی، جو اختیار نہیں کی گئی۔

آج یہ سب مجرمین نظروں کے سامنے تھے اور قابو میں تھے، دس ہزار جاں نثاروں کا لشکر آپ کے ساتھ تھا، وہ آپ کے ایک ایک حکم کو بجالانے کے لئے بے قرار تھا؛ لیکن آپ نے ان پر ایک غضبناک نظر بھی نہیں ڈالی، ان کی شرمناک اور ظالمانہ حرکتوں کا ذکر بھی زبان مبارک پر نہیں آیا، صرف دریافت فرمایا: تم آج مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: آپ شریف بھائی اور شریف بھائی کی اولاد ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آج تم سے وہی کہتا ہوں، جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: " انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم " کہ تم آزاد ہو تم پر کوئی پکڑ نہیں، گویا حضرت یوسف علیہ السلام کا حوالہ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف لطیف اشارہ فرمادیا کہ اگر چہ عداوت و دشمنی نے تمہارے اندر اخوت و قرابت کے احساس کو مردہ کر دیا؛ لیکن میں تم کو پہلے بھی اپنا بھائی سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں۔ کیا تاریخ عالم میں ایک طاقتور فاتح کی اپنے مفتوحین کے ساتھ حسن سلوک کی ایسی کوئی اور مثال بھی ملے گی؟؟

****

مت پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ......(قسط نمبر ۴۴)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق ناز کی قاسمی صاحب

(۳) قُطبِ رَبَّانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کا ذکرِ جمیل

دارالعلوم دیوبند کا چوتھا جلسہ دستار بندی

پہلا جلسۂ دستار بندی ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں ہوا تھا جس میں پانچ فضلائے کرام کی دستار بندی ہوئی دوسرا جلسہ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں ہوا تھا اس میں بھی پانچ فضلائے کرام کی دستار بندی ہوئی تیسرے جلسے میں سات فضلائے عظام کی دستار بندی ہوئی تھی۔ چوتھا جلسہ حضرت گنگوہیؒ کی سرپرستی میں۔ ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ہوا تھا جس میں گیارہ فضلائے عظام کی دستار بندی ہوئی اس جلسے کا معمول سے ہٹ کر اعلان عام ہوا۔ خصوصی دعوت نامے بھیجے گئے۔ دیوبند اور اس کے مضافات میں اس کا اعلان ہوا۔ تمام حاضرین عوام و خواص کے کھانے کا نظام دیوبند کے ایک بڑے رئیس کی طرف سے ہوا۔ نئی عمارت کے حدود میں یہ جلسہ ہوا۔ اس طرح حضرت گنگوہیؒ کی سرپرستی میں ان اکابر ملت اور اولیائے امت کے مبارک سروں پر فضیلت کے یہ دستار سجائے گئے۔ سبحان اللہ۔

(۱) حضرت حکیم الامہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ فاروقی (۲) حضرت مولانا علاء الدین صاحب نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب نہٹوریؒ (۴) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ (۵) حضرت مولانا عبد المومن صاحب دیوبندیؒ (۶) حضرت مولانا ناظر حسن صاحب دیوبندی (۷) حضرت

****

مولانا محمد صدیق صاحب دیوبندیؒ (۸) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب دیوبندیؒ (۹) حضرت مولانا وقاضی نصرت الدین صاحب نگینویؒ (۱۰) حضرت مولانا محمد مرتضیٰ صاحب دہلویؒ اور (۱۱) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرادآبادیؒ۔ اس جلسہ میں پہلی مرتبہ دیوبند اور دیوبند سے باہر خلاف توقع بیشمار لوگ شریک ہوئے۔ قیام و طعام کا اچھا انتظام تھا۔ یہ گیارہ اکابر گیارہ روشن ستاروں کے مانند تھے بالخصوص (۱) سے کون ناواقف ہوگا جن کی ۱۳ سو کتابیں تصنیف شدہ ہیں اور ان تمام کتابوں کی مکمل فہرست کراچی کے کسی ذمہ دار عالم نے مرتب کی ہیں۔ یہ بات شیخ طریقت اور عصر حاضر میں قافلۂ تھانویؒ کے حُدی خواں ۹۴ سالہ ولی دوران حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں پوری وضاحت کے ساتھ فرمائی تھی اور (۴) حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث مہاجر مدنی مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی کے والد گرامی قدر اور حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی (عالمی اور عالی محنت کے بانی) کے برادر اکبر تھے۔ باقی حضرات اگر چہ زیادہ معروف نہیں ہیں مگر علمی حلقوں اور دینی خدمات میں ان کی ایک امتیازی شان تھی۔ (قدس اللہ اسرارھم الطیبۃ)۔ دستار بندی کے بعد اکابر علمائے کرام کی درخواست پر بطور نصیحت حضرت گنگوہیؒ نے مختصر خطاب فرمایا اور آخر میں دعا فرمائی۔ چند روز دیوبند سربلند میں قیام رہا تو سہارنپور میں قائم مدرسہ مظاہر العلوم کے اکابر نے تقاضا کیا تو وہاں دونو جوان فضلائے کرام حضرت مولانا فخر الدین صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد جان صاحب پنجابی قاضی ریاست ٹونک کی مرکزی جامع مسجد میں دستار بندی فرمائی

یہاں سے فارغ ہوتے ہی سیدھے گنگوہ تشریف لے گئے۔ جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں کہ اکابر کے تقاضے پر حضرت گنگوہی نے مختصر خطاب فرمایا مگر وہ خطاب کیا تھا سنیئے اس خطابت کی تاثیر صاحب کمال جنید زمان اور ولی دوران حضرت مولانا رفیع الدین صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند وشاگرد رشید محدث عصر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دھلوی) کی زبان تحریر سے بحوالہ تذکرۃ الرشید ص ۵۰۔۲۵۱۔

''وعظ کیا! گویا سامعین کو مئے محبت الٰہی کے خم کے خم پلا دیئے، در و دیوار تک مست تھے اور عجیب کیفیت طاری تھی کہ کہیں دیکھی نہ سنی۔ اللہ اللہ! اس کے خاص بندوں کے سیدھے سیدھے الفاظ اور سادہ بیان اور ڈھیلی ڈھیلی زبان میں کیا کیا تاثرات ہیں کہ بشر کیا شجر و حجر بھی مان جاتے۔ مولانا نے کوئی دقیق مضامین علمیہ بیان نہیں فرمائے۔ یہی وضو اور نماز کے مسائل بیان کئے اور اخلاص کے بیان میں بس کسی تقریب سے کہیں کسی نے ایک دفعہ بآواز بلند۔ اللہ۔ کہا معلوم نہیں کہ کس دل اور کیسے سوز و گداز سے۔ اللہ۔ کا نام لیا کہ ساری مجلس وعظ لوٹ پوٹ ہوگئی اور آہ وزاری کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ ہر شخص اپنے حال میں مبتلا تھا اس وقت بعض اشخاص نے مولوی صاحب کو دیکھا کہ کمال و وقار سے منبر پر خاموش بیٹھے ہیں اور اہل مجلس کی طرف متوجہ ہیں یقین ہوتا ہے کہ اگر مولوی صاحب ایسے متوجہ نہ ہوتے تو اہل جلسہ کو دیر تلک افاقہ نہ ہوتا مگر اللہ رے حوصلہ کہ خود ویسے ہی مشتغل رہے۔

ع سینہ میں قلزم کو لے قطرہ کا قطرہ ہی رہا''

(جاری)

مہدی موعوداور شکیل بن حنیف

ایک تقابلی مطالعہ

مہدی موعود کا نام ''محمد'' ہوگا۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۸)		جب کہ جھوٹے مدعی مہدویت کا نام ''شکیل'' ہے۔
مہدی موعود کے والد کا نام ''عبداللہ'' ہوگا۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۸)		اس کے باپ کا نام ''حنیف'' ہے۔
مہدی موعود حسنی سید ہوں گے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۹)		اس کا خاندان عجمی ہے۔
مہدی موعود مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۹)		وہ ''دربھنگہ'' کا رہنے والا ہے۔
مہدی موعود خلافت کے مدعی نہ ہوں گے اور ان کو ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ خلافت کی اہلیت سے نوازیں گے۔ (سنن ابن ماجہ ص:۳۰۰)		شکیل بن حنیف از خود خلافت کا مدعی ہے اور حقیقی خلافت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
ایک مسلمان خلیفہ جس کا لقب ''نفس زکیہ'' ہوگا، اس کے انتقال کے بعد مہدی موعود کا ظہور ہوگا۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۹)		''نفس زکیہ'' کا بھی اس سے کوئی جوڑ نہیں ہے۔

****

مہدی موعود سے مکہ معظّمہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان باصرار خلافت کی بیعت لی جائے گی۔ (ابوداؤد شریف ۲/۵۸۹)		شکیل کے ہاتھ پر حرم شریف میں کسی نے بیعت خلافت نہیں کی۔
حضرت مہدی اپنے زمانہ کے عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور ۷۰/ ہزار کا لشکر لے کر قسطنطنیہ (ٹرکی) کو فتح کریں گے۔ (مسلم شریف ۲/۳۹۱۔۳۹۲)		شکیل بن حنیف کی کسی سے کوئی جنگ نہیں ہوئی اور نہ اس کے ہاتھ پر قسطنطنیہ فتح ہوا۔
حضرت مہدی کے مقابلے کے لئے ملک شام کا ایک ظالم وجابر بادشاہ جس کا نام ''سفیانی'' ہوگا، اپنی فوج لے کر چلے گا، جسے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ''بیداء'' میں زمین میں دھنسادیا جائے گا۔ (مسلم شریف ۲/۳۸۸)		شکیل کے خلاف ''سفیانی'' کا لشکر نہیں نکلا اور نہ اس کے لئے کوئی لشکر مقام ''بیداء'' میں دھنسایا گیا۔
حضرت مہدی کے دور خلافت میں ہر طرف عدل وانصاف کا دور دورہ ہو جائے گا اور ظلم کا خاتمہ ہوگا۔ (ابوداؤد شریف ۲/۴۸۸)		موجودہ دور میں ہر طرف ظلم و ناانصافی کا دور دورہ ہے، جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔
حضرت مہدی موعود کے زمانہ میں ہی دجال کا خروج ہوگا اور اس کی فوجوں سے آپ مقابلہ فرمائیں گے۔ (درمنثور ۲/۲۴۲)		شکیل کے دور میں دجال کا خروج نہیں ہوا۔

****

حضرت مہدی ہی کے زمانہ میں سیدنا حضرت عیسی علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور نزول کے بعد دمشق کی جامع مسجد میں فجر کی پہلی نماز حضرت مہدی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ ص:۲۹۸)		شکیل کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی نہیں ہوا۔

مذکورہ بالا تقابل سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جس شخص میں سچے مہدی موعود کے بارے میں احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ علامات نہ پائی جائیں، وہ دیکھنے میں کتنا ہی دین دار ہو، یا اس کی گفتگو کتنی ہی پر اثر ہو، اسے مہدی موعود ہرگز تسلیم نہیں کیا سکتا۔ اور مذکورہ واضح علامات کے بغیر شکیل بن حنیف یا اور کسی کو جو شخص ''مہدی موعود'' مانتا ہے، اس کے گمراہ اور بد دین ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور جو شخص آخری زمانہ میں سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا منکر ہو، وہ بھی نصوص قطعیہ کا انکار کرنے والا اور اسلام سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ سبھی اہل ایمان کو ہر طرح کی گمراہیوں اور بدفکری سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

ترتیب: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم الطلبہ دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

****

اسباب مصائب

اور ان کا علاج

افادات: فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

افریقہ کے ایسے خطرناک جنگل میں جہاں ہر قسم کے موذی جانور اور درندے بکثرت رہتے تھے چھاؤنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی امیر لشکر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے وہاں پہونچ کر اعلان کیا:

''اے زمین کے اندر رہنے والے جانورو اور درندو! ہم صحابہؓ کی جماعت اس جگہ قیام کا ارادہ کر رہی ہے اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد جس کو تم میں سے ہم پائیں گے۔ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔''

یہ اعلان تھا یا کوئی بجلی تھی جوان درندوں اور موذی جانوروں میں سرعت سے دوڑ گئی اور اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر سب چلدئے۔ (اشاعۃ)

حضرت سفینہؓ کسی موقعہ پر راستہ بھول گئے۔ اتفاق سے شیر سامنے آ گیا۔ انہوں نے اس شیر سے فرمایا: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں مجھے یہ صورت پیش آ گئی۔ وہ شیر کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہولیا۔ اور جہاں کوئی راستہ میں خطرہ کی بات پیش آتی وہ دوڑ کر اس طرف جاتا۔ اور اس سے نپٹ کر پھر ان کے پاس آ جاتا اور اسی طرح دم ہلاتا ہوا ساتھ ہولیتا۔ حتی کی لشکر تک ان کو پہنچا کر واپس چلا گیا۔ (مشکوۃ)

****

فارس کی لڑائی میں جب مدائن پر حملہ ہونے والا تھا تو راستہ میں دجلہ پڑتا تھا کفار نے وہاں سے کشتیاں وغیرہ بھی سب ہٹالیں کہ مسلمان ان پر کو نہ آسکیں۔ برسات کا موسم اور سمندر میں طغیانی۔ امیر لشکر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مسلمان سمندر میں گھوڑے ڈالدیں۔ دو دو آدمی ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور سمندر میں گھوڑے بے تکلف تیر رہے تھے حضرت سعدؓ بار بار فرماتے تھے:

''خدا کی قسم اللہ جل شانہ اپنے دوستوں کی مدد ضرور کرے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا اور دشمنوں کو مغلوب کرے گا۔ جب تک کہ لشکر میں ظلم (یا زنا) نہ ہو، یا نیکیوں پر گناہ غالب نہ ہو جائیں۔'' (اشاعة)

مرتدین کی لڑائی میں حضرت صدیق اکبرؓ نے علاء حضرمیؓ کو امیر لشکر بنا کر بحرین کی طرف بھیجا۔ ایک ایسے جنگل پر گذر ہوا۔ جہاں پانی کا نشان تک نہ تھا لوگ پیاس کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہونچ گئے۔ حضرت علاءؓ گھوڑے پر سے اُترے۔ دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا کی: **یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اسقنا** ایک نہایت معمولی بادل اٹھا اور فوراً برسا اور اس زور سے کہ سب لوگوں نے خود پیا، برتنوں کو بھرلیا۔ سواریوں کو پلایا۔ یہاں سے فارغ ہو کر ایک سمندر کو عبور کرنا پڑتا تھا اور دشمن نے کشتیاں بھی جلا دی تھیں تا کہ مسلمان ان کا تعاقب نہ کر سکیں۔ حضرت علاءؓ سمندر کے کنارے پہونچے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی: **یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اجزنا** اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر سمندر میں کود پڑے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم پانی پر چل رہے تھے۔ خدا کی قسم نہ قدم بھیگا نہ موزہ بھیگا نہ گھوڑوں کے سم بھیگے اور چار ہزار کا لشکر تھا۔ (خمیس) (جاری)

****

ضروری معلومات

از: مفتی اعجاز احمد بٹ رحیمی خادم دارالافتاء والارشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ

دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اور احکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جارہی ہے وہیں پر ایک امید افزاء حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق و ذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ صحیح اور محتاط صورت انہیں معلوم ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ النور مناسب سمجھتا ہے کہ ہر ماہ نصاب زکوۃ، مقدار اقل مہر، مقدار مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت کردی جایا کرے۔ تاکہ نکاح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب وغیر صاحب نصاب کی تعیین میں سہولت ہو سکے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہو اس کی صراحت بھی کردیں۔ تاکہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جا سکے۔ عمل دشوار نہ ہو۔

زکوۃ کا مقدار نصاب

چاندی:۔ عہد نبوی ﷺ کے رائج پیمانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم
بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی۔
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۶۱۲ء۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام
قیمت در سرینگر، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء
کل رقم Rs:58796.00 (اٹھاون ہزار سات سو چھیانوے روپے)

سونا:۔ عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق بیس مثقال
بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷ء۴۸۰) ستاسی گرام چار سو اسی ملی گرام)
قیمت در سرینگر، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء
کل رقم Rs.656212.00 (چھ لاکھ چھپن ہزار دو سو بارہ روپے)

****

مقدار مہر فاطمی:۔

(۱,۵۳۰،۹۰۰) ایک کلو پانچ سوتیس گرام، نوسوملی گرام چاندی

احتیاطاً (۱,۵۳۱) ایک کلو پانچ سواکتیس گرام

قیمت در سرینگر، مورخہ ۸رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7رفروری 2025ء

کل رقم Rs.146976.00 (ایک لاکھ چھیالیس ہزار نوسو چھہتر روپے)

مقدار صدقہ فطر:۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سوتینتیس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔

قیمت در بانڈی پورہ، مورخہ ۸رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7رفروری 2025ء

یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 40 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے 65.32 روپے بنتے ہیں۔ احتیاطاً 66 روپے دیئے جاسکتے ہیں۔

قسم کا کفارہ:۔

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدیا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سوتینتیس گرام بنتے ہیں۔
اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سولہ کلو تین سوتیس گرام گرام ہوتی ہے۔

قیمت در بانڈی پورہ مورخہ ۸رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7رفروری 2025ء گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو 40 روپے ہے۔ اسطرح مقدار کفارہ 654 روپے بنتی ہے۔

****

اخبار دار العلوم

محمد رحمت اللہ

(حصہ الف)

امتحانات کی تیاری

معمول کے مطابق رجب المرجب کے اواخر میں ہی سالانہ امتحانات کی تیاری شروع ہوئی۔ امتحان کے نقشہ جات مرتب ہوئے اور طلبائے عزیز کے تعلیمی نصاب کی تکمیل ہوئی۔ اور وہ امتحان کے لئے مطالعہ وتکرار کے اعمال میں مشغول ہوگئے جبکہ انتظامیہ سے متعلق حضرات سال بھر کی اس تعلیمی محنت کے ثمرہ کے حصول کے لئے انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے مصروف عمل ہوگئے۔ سبھی شعبہ جات، ناظرہ قرآن کریم، حفظ کلام اللہ شریف، تجوید وقرأت، عربی و فارسی نیز تکمیلات کے درجات سے متعلق امتحانات کے نظام الاوقات کا اعلان کیا گیا۔ اس طرح سے شعبان المعظم نہایت جوش وخروش اور کمال مشغولیات کے ساتھ شروع ہوا۔ چونکہ پورے سال کی محنت کا خلاصہ امتحانات کے نتیجے میں سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کے تمام مراحل کو آسان فرمائے۔

جموں وکشمیر کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ مادر علمی دار العلوم دیوبند کے مدارس کے وفاق موسوم بہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے ماتحت یہاں کے مدارس کا اجتماعی امتحان ہوتا ہے۔ مدارس کے ذمہ داران، ان کا عملہ اور طلبہ پوری لگن اور محنت کے

****

ساتھ اس عمل کو انجام دیتا ہے۔ مادر علمی کے دئے ہوئے طریقہ امتحان کے مطابق امتحانی بورڈ تشکیل پاتا ہے اس کی نگرانی میں نظمائے امتحان ان کے نائبین ومعاونین کا تعین ہوتا ہے۔ امتحانات کو صاف شفاف اور احتیاط کے ساتھ انجام دینے کے لئے پوری کوششیں کی جاتی ہیں۔ اس طرح سے کئی سو مدارس کے ناظرہ، حفظ، تجوید و قرأت اور عربی درجہ بشمول افتاء کے کل ملا کر ہزاروں طلبہ عزیز کے اجتماعی امتحانات بحسن وخوبی انجام پاتے ہیں۔ ان امتحانات کو شروع کرنے سے قبل مرکزی رابطہ کی طرف سے یہ ہدایت ہے کہ صوبے کے امتحانات کا سارا نظام بنانے کے بعد اس پورے نظام کو مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں قائم رابطہ کے امتحانی بورڈ کی نظر ثانی، معائنہ، ترمیم واضافہ، درستی اور ان کی منظوری کے لئے دارالعلوم دیوبند میں پیش کریں وہاں کے حضرات اس سارے نظام بشمول تفصیلات خصوصاً امتحانی سوالنامے اور پرچے ملاحظہ فرماتے ہیں وہ حضرات نہایت باریک بینی سے اس سارے نظام کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور ضرورت کے وقت مناسب ترمیم اضافہ تصحیح وغیرہ کے عمل سے گذار کر منظوری دیتے ہیں اس منظوری کے مل جانے کے بعد ہی اس سارے نظام کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ اسی طرح اس سال بھی صوبائی نظام ترتیب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو دین اسلام کی اشاعت، حفاظت، بقا اور ترقی میں ممد اور مماون بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

****

(حصہ ب)

لیہہ لداخ اور گریز تلیل کا سفر

(گذشتہ سے پیوستہ۔ تسلسل کے لئے ماہنامہ النور کا دسمبر ۲۰۲۴ء کا شمارہ دیکھ لیں)

دسمبر ۲۰۲۴ء کے ماہنامہ النور کے اخبار میں یہ تذکرہ آیا تھا کہ ستمبر اکتوبر کے مہینوں میں اس سال راقم الحروف کے کافی اسفار ہوئے۔ ان میں ۱۹؍ستمبر ۲۰۲۴ء سے ۲۴؍ستمبر تک کا سفر مشہور علاقہ لیہہ لداخ کا تھا۔

اس بار یہ سفر کافی وقفہ کے بعد ہو رہا تھا۔ دفعہ 370 کے خاتمہ اور ریاست کے دو حصوں میں تقسیم ہونے یعنی ''دو الگ الگ مرکز کے زیر انتظام علاقے'' بن جانے کے بعد سے اس علاقہ میں جانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ چنانچہ اس مرتبہ ذرا تفصیل سے اس سفر میں وقت دیا گیا۔ پہلی منزل سرینگر سے اس علاقہ کی راجدھانی یعنی لیہہ قرار پائی۔ شب جمعہ تھی یہ شب تقریباً اکثر علاقوں میں دعوت وتبلیغ کے فکر مند افراد کے ہفتہ واری کاموں کی کارگذاری لینے کے لئے وقف ہوتی ہے۔ اسی معمول کے مطابق لیہہ کے تبلیغی مرکز میں بعد مغرب شرکت کا نظام ساتھیوں نے طے کیا تھا، البتہ اس سے قبل قریب کے علاقہ میں مستورات کی ایک مجلس علیحدہ سے منعقد کی گئی تھی۔ اس میں بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ بیان کا انتظام تھا ان تقاضوں کو پورا کیا گیا۔ اسی درمیان میں بعد عصر تا قبیل مغرب اس مرکز تبلیغ میں تشریف آور چند علماء کرام سے خصوصی نشست میں مذاکرہ ہو کر علاقہ کے دینی احوال

****

سے آگاہی اور آئندہ کے اقدامات سے متعلق معلومات حاصل ہوئیں۔

اگلا روز جمعہ تھا، اس روز بھی موقعہ غنیمت جانتے ہوئے بعض احباب نے اپنے علاقے میں خواتین کا ایک پروگرام رکھا ہوا تھا۔ نیز جمعہ کے موقع پر جامع مسجد شریف لہیہ میں نماز جمعہ سے قبل حاضرین سے ایمان ویقین پر استقامت کے حوالہ سے گفتگو ہوئی۔ طے شدہ نظام کے مطابق جمعہ کی نماز کے فوراً بعد لیہہ سے روانگی ہوئی۔ سفر دشوار گذار پہاڑوں کا ہے پہاڑ بھی ایسے جن پر گھاس کا تنکا تک نہیں اُگتا۔ بالکل ننگے اور نہتے، نہ درخت نہ پانی۔ ان پہاڑوں میں پتھروں والے بعض پہاڑوں کی مضبوطی بھی ہے۔ لیکن یہ اللہ کی شان ہے کہ سطح سمندر سے ہزاروں فٹ کی بلندی پر سرسبز وشاداب درختوں سے آباد پہاڑوں کو عبور کرنے کے بعد ان پہاڑوں تک پہونچنا ہوتا ہے جو ان سے بالکل مختلف ہیں یعنی ان میں نہ پتھر ہیں نہ سبزہ، گھاس نہ پانی بلکہ وہ بالکل خشک اور یہ پہاڑ ریتلے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ریت کا ایک ڈھیر جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ پہاڑ کب اپنی جگہ سے رستے رہیں یا اپنی جگہ سے سرک جاتیں۔ کچھ پتہ نہیں ہوتا، اس کے باوجود یہاں پر بہت بڑا شہر آباد ہے جو پہلے اس صوبہ کی سینکڑوں سال سے راجدھانی تھا۔ یہ پوری دنیا کا سب سے اونچائی پر واقع شہر کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں پر محکمہ صحت کی طرف سے کچھ خاص ہدایات جاری ہوتی ہیں۔ مثلاً باہر سے آنے والے لوگ لیہہ ایئر پورٹ پر اترتے ہی فوراً چلنا شروع نہ کریں۔ بلکہ کچھ دیر توقف کریں۔ اسی طرح سے اپنی سانس کا جائزہ لیں نیز پانی تھوڑا تھوڑا کر کے پیتے رہیں تا کہ آکسیجن کی بحالی رہے۔

****

ہمارے سفر کے منتظم ماشاء اللہ بہت ہی سمجھدار اور مستعد تھے یہ دیکھ کر کہ ان کے ساتھ دو آدمی ایسے ہیں جو شوگر کے مریض ہیں اور اگلے سفر کے لئے اب جس پہاڑ کو عبور کرنا ہے وہ پہاڑ اس اونچے شہر ''لیہہ'' سے بھی اوپر اونچائی پر ہے، اس لئے آکسیجن مزید کم ہوگی، انہوں نے آکسیجن کا سلنڈر پہلے سے ہی گاڑی میں تیار رکھا تھا۔ ہمیں اس بات کی اطلاع نہیں تھی بلکہ اس کا تصور تک نہیں تھا کہ وہ اتنا عمدہ انتظام اپنی دانشمندی سے کریں گے، اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمیں اس کی قدر تب معلوم ہوئی جب پہلی اونچائی کھردنگلا پہاڑ سے عبور کرتے ہوئے رفیق سفر پیرزادہ مولانا فیاض احمد شاہ صاحب کا دم گھٹنے لگا، اور یہ اثر اتنی تیزی سے ہوا کہ وہ خود ہم کو بتا بھی نہیں سکے۔ ہمارے منتظم سفر جناب عبدان ارشاد المعروف ذکی صاحب جو کہ گاڑی بھی چلا رہے تھے، نے اپنے سامنے کے اس شیشے سے جو ڈرائیور کے سامنے لگا ہوا ہوتا ہے (Rear View) دیکھا کہ مولانا فیاض صاحب پر سانس کے گھٹنے کی وجہ سے بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو رہی ہے اور ان کی گردن ایک طرف لڑھکنے لگی۔ انہوں نے فوراً گاڑی روکی اور ایک طرف ہو کر آکسیجن کا سلنڈر مولانا فیاض صاحب کو ناک کے ذریعہ فِٹ کر دیا۔ اللہ کا شکر چند ہی سیکنڈوں میں مولانا فیاض صاحب کی طبیعت بحال ہوئی اور ان کی طبیعت ہشاش بشاش ہوگئی۔ ہماری منزل نوبرا وادی تھی اور یہ شہر لیہہ 120 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ سب سے اونچائی والے اس کھردنگلا پہاڑ کو جس میں دو الگ الگ نشانات نارتھ پول اور ساوتھ پول نام سے رکھے گئے ہیں وہ پار کرنے کے بعد خالص میدانی علاقہ ہے۔

****

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر جا کر اب یہ میلوں پر پھیلا ہوا میدانی علاقہ ہے۔ دریا بھی ہے، پانی کا انتظام بھی ہے، سرسبز و شاداب کھیتیاں بھی ہیں۔اتنی اونچائی پر اس طویل میدانی علاقہ کے ایک طرف چین کی سرحد ہے دوسری طرف پاکستان کا علاقہ بلتستان ہے۔قدیم سڑک تاشقند، سمرقند، بخاراوغیرہ کو جانے والا قدیم راستہ بھی ہے وہاں کے قدیم زمانے میں بار برداری کے لئے آنے والے اونٹوں میں سے ایک خاص قسم جو دنیا میں ہر جگہ نہیں پائی جاتی یعنی دوکوہان والے اونٹوں کی نسل کے اونٹ بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی گائے اور بیل جن کے بدن پر بالوں کی لمبی لمبی کمبل جیسی تہہ ہوتی ہے اور وہ کئی دن پانی کے بغیر بھی رہتے ہیں۔ نیز ان پر بوجھ بھی لادا جاتا ہے جن کو یاک (Yak) اور زُمہ کہا جاتا ہے بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔فتبارك الله احسن الخالقین۔ یہ ہے اللہ کا وہ غیبی نظام جس کو سلیم الفطرت طبیعت اور سنجیدہ عقل اسی صانع عالم اور خالق و مالک کی خاص صنعت کے طور پر پہچانتی ہے۔

یہیں سے اس مشہور ومعروف جیل (پینگا گ) کا راستہ ہے جس پر ایک طرف ہندوستان اور دوسری طرف چین کا قبضہ ہے اور یہیں پر دوسری طرف مشہور زمانہ سیاہ چن گلیشیر بھی ہے۔ جہاں کا حالیہ برسوں میں ہندوستان و پاکستان کے درمیان شدید تناؤ ہونے کی وجہ سے اخبارات اور میڈیا میں کافی چرچا تھا۔ یہ عجیب بات ہے اس ایک برفانی چوٹی کی وجہ سے دونوں ملکوں کا کروڑوں روپیہ کا خرچ ہوتا ہے جب کہ اگر دونوں ملکوں میں حالات استوار ہوتے تو اتنا بڑا سرمایہ ملکوں کی تعمیر

****

میں کس قدر اچھال اور اہم رول ادا کر سکتا تھا۔

بہرحال ہماری منزل نوبرا وادی تھی جہاں پر موجود علماء کرام نے ہُندر نامی مقام پر مغرب بعد بیان کا نظام بنایا تھا تھوڑی تاخیر سفر کے طویل ہونے کی بنا پر ہوگئی تھی مگر گرمی کے موسم میں دن بڑے ہوتے ہیں اس لئے یہ تاخیر زیادہ حارج نہیں ہوئی۔ پروگرام کے مطابق مسجد شریف میں حاضری ہوئی، گفتگو ہوئی، احوال پر مذاکرہ ہوا، عشائیہ بھی تناول کیا گیا۔علماء کرام سے مختلف امور پر مشاورت ہوئی اور آرام کیا گیا۔

اگلے روز صبح کو اس علاقہ کے آخری حصہ یعنی تُرتک کا نظام طے تھا۔ چنانچہ وقت پر طے شدہ نظام کے تحت ظہر میں حاضری ہوئی۔ بعد ظہر بیان ہوا۔ یہاں پر اس امر کا تذکرہ دلچسپ ہوگا کہ یہ علاقہ اصلاً پاکستان کے زیر قبضہ تھا اور یہاں کی آبادی بھی شکل وصورت، زبان اور رہن سہن کے اعتبار سے اسی مزاج کے ہیں۔ شاید 1970ء کے بعد یہ علاقہ ہندوستان کے زیر قبضہ آیا ہے۔ پوری آبادی سو فی صد مسلم ہیں۔ان لوگوں کی پیداوار میں مسجدوں سے محبت، نہایت سادہ زندگی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ نعمتوں میں سے بہت میٹھی اور عالی شان خوبانیاں، چھوٹے چھوٹے لیکن میٹھے میٹھے سیب اور طرح طرح کی نہایت لذیذ اور مٹھاس سے بھرپور ہر پیداوار ان لوگوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان وکرم ہے۔

یہاں کی مسلم آبادی میں ایک خاص فرقہ نوربخشی کہلاتا ہے کہا جاتا ہے ان کا کوئی پرانا بزرگ نوربخش نامی گزرا ہے، اسی کی طرف منسوب ہوکر یہ لوگ نوربخشی

****

کہلاتے ہیں۔گلگت بلتستان کے علاقہ میں چونکہ زیادہ تر آبادی شیعہ فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔اس لئے اس فرقے پراس آبادی کے اثرات ہونے کی وجہ سے بعض لوگ ان کو بھی شیعہ فرقے کی ایک شاخ سمجھتے ہیں۔اس سلسلے میں جب احقر نے تحقیق کرنے کی کوشش کی تو ان کے کوئی ذی علم دستیاب نہ ہونے کی بنا پر صحیح معلومات فراہم نہیں ہوسکیں۔ترتک میں سب سے بڑی جامع مسجد اسی فرقے کے لوگوں کی ہے مگر سبھی فرقوں کے تعلقات آپس میں خوشگوار ہونے کی بنا پر سبھی لوگ اسی جامع مسجد شریف میں اکھٹے نماز پڑھتے ہیں۔یہ بات بہت خوش آئند ہے کہ اس دور دراز علاقہ میں یہ نور بخشی حضرات اورعوام اہل سنت بغیر کسی اختلاف اور دوری کے مشترک طور پر نماز پڑھتے ہیں جس جگہ یہ جامع مسجد واقع ہے اس کا نام ''یول'' ہے یہ گاؤں اونچائی پر واقع ہے ایک ٹیلا نما چھوٹا پہاڑ جس پر عالی شان مکانات اور چھوٹی چھوٹی خوبصورت گلیاں مشہور سیاحتی شہر 'شملہ' کا نظارہ پیش کرتی ہے۔مغرب سے عشاء تک یہاں اسی جامع مسجد میں بیان ہوا، بزرگ سفید ریش، بوڑھے،نو جوان اور بچے سبھی نہایت شوق سے مسجد شریف میں آئے۔قدیم امام مولانا عبداللہ صاحب جواب کافی عمر رسیدہ ہیں کی ملاقات لیہہ میں ہی روانگی کے وقت ہوئی تھی وہ پرانے سنی عالم ہیں اوراس علاقہ کے ہندوستان میں شامل ہونے سے قبل پاکستان کے علاقہ میں شامل ہونے کی بنا پر وہیں کے سنی علماء خصوصاً علماء دیو بند سے فیض یافتہ ہیں اور کافی فکر مند ہیں بہت تاکید کی تھی کہ وہاں پر آپ جارہے ہیں تو مستقبل میں دینی حفاظت کا فکر اپنے دل میں رکھیں۔اورنماز کے بعد

گاؤں والوں نے تمام ہی مہمانوں کے لئے مسجد کے صحن میں کھانے کا انتظام کیا تھا۔اس پہاڑ کے نیچے میدانی حصے میں تاکشی نامی محلّہ میں نہایت خوبصورت اورعالی شان ایک مسجد زیرتعمیر ہے، ہمارے منتظم سفر ذکی صاحب سے یہاں کے لوگ کافی واقف ہیں کیونکہ اس مسجد شریف کی تعمیر میں انہوں نے کافی دلچسپی لی ہے۔مسجد کے ساتھ امام صاحب کا کمرہ مکتب و مدرسہ بھی زیرتعمیر ہے۔ذکی صاحب نے بتایا کہ اس خوبصورت مسجد کی تعمیر میں مولانا سید محمود مدنی ان کے والدنسبتی مولانا محمد ابراہیم تارہ پوری وغیرہ حضرات نے اچھا حصہ لیا ہے جب کہ دیگر اہل خیر حضرات بھی ذکی صاحب کے معرفت کافی معاونت کررہے ہیں۔اس مناسبت کیوجہ سے ظہر نماز پر تاکشی والوں نے خصوصا مسجد کمیٹی کے ذمہ دار نے ذکی صاحب کی برکت سے ہمارے قافلے کا بھر پور استقبال کیا۔بلکہ اگلے دن صبح کو ان ذمہ داران نے ہماری قیام گاہ پرآ کرعلاقہ کی تعلیمی اورتربیتی سرگرمیوں پر مشتمل اپنی کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس تاکشی مسجد میں نماز ظہر کے بعد بیان بھی ہوا۔طعام بھی ہوا اور بہت ہی مفید ملاقاتیں رہیں۔اگلے دن صبح کو سرحد کے خوشگوار ماحول کو دیکھنے کے لئے''تھنگ'' نامی باڈر پر جانا ہوا سامنے پاکستانی گاؤں کھرانو بھی نظر آرہا تھا،تقسیم سے قبل یہ گاؤں بھی اسی تھنگ کا حصہ تھا۔اس مقام پر موجود چند دکانوں پر اس علاقے کی روایتی چیزیں فروخت ہوتی ہیں اور یہ سیاحوں کی دلچسپی کا ذریعہ ہے۔وہاں پر ان دلچسپیوں میں سے ایک مزید دلچسپی کی چیز دوربین کے ذریعہ سے اس محلّہ کا نظارہ کرنا بھی ہے جس کے ذریعہ سے پاکستانی حصہ میں واقع مکانات،کھیت، چلتے پھرتے

لوگوں اور بسا اوقات مویشیوں کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ وہاں کے رواج کے مطابق ان دکانوں پر وہاں کے روایتی لباس میں ملبوس عورتیں ہی سودا فروخت کرتی ہیں۔ ان میں سے جو عورتیں ہماری مولویانہ شکل دیکھ کر ہمارے لئے گاڑی میں ہی میووں (ڈرائی فروٹس) کا ہدیہ لیکر آئیں اور باصرار اس کو قبول کرنے کے لئے مولانا فیاض صاحب کے سپرد کردیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں علماء اور پیروں سے عقیدت ہے اور یہ ہمارا ذاتی ہدیہ ہے جب کہ یہ ساری دکانیں گاؤں کی مشترکہ ہیں۔ اس لئے روزانہ باری باری ان دکانوں پر گھروں کے افراد ڈیوٹی دینے آتے ہیں اور سودا فروخت کرتے ہیں۔

پاکستان کی جانب سے اس سرحد کا نظارہ کرنے کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا اور الحمدللہ چھ سات گھنٹے میں تُرتک سے واپس لیہہ تک 207 کلومیٹر کی مسافت طے ہوئی۔ راستے میں بوکھلان مقام پر بنائے جانے والے اس ہوائی اڈے کو بھی دیکھنے کا منظر دستیاب ہوا جس کو مقامی بستی کے لوگوں کے ذریعہ سے ہی مزدوری کراکے بغیر کسی اجرت کی ادائیگی کے تیار کرایا گیا ہے اور اب اس ائیر پورٹ کو لاگت کثیرہ خرچ کر کے مرکزی حکومت عالی شان تعمیر کرا رہی ہے جہاں سے چندی گڑھ وغیرہ کے لئے رابطہ کے امکانات ہیں فی الحال سردیوں میں برف باری کے زمانہ میں مریضوں وغیرہ کو اسی مقام سے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے چندی گڑھ جموں وغیرہ لیجایا جاتا ہے۔

لیہہ پہنچتے ہی ایک نکاح اور مستورات میں ایک بیان کا نظام تھا۔ چنانچہ نماز

عصر پڑھ کر نکاح کی مجلس میں شرکت ہوئی۔ اس کے بعد واپس جامع مسجد لیہہ پہونچنا ہوا۔ یہاں پر مسجد کے تہہ خانے میں کافی عورتیں منتظر تھیں اس میں تھوڑی دیر گفتگو ہوئی۔ پتہ چلا کہ مالیگاؤں مہاراشٹرا کے قدیم مدرسہ سے یہاں کی دو طالبات بہت سال قبل تعلیم حاصل کر کے آئی ہیں اور وہاں سے واپسی پر انہوں نے مکاتب اور مستورات کی دینی تعلیم کے لئے مجالس کا مسلسل اہتمام کیا ہے، اس کی برکت سے یہ مجمع ہر ہفتہ جڑتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عاملہ میں دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ مذکورہ سے جب لیہہ کے اس واقعہ کا تذکرہ ہوا کہ آپ کے مدرسہ کا فیض اس دور دراز شہر میں اس طرح قائم ہے تو بہت مسرور ہوئے وہ اس سے واقف تھے کیونکہ یہ بچیاں ان ہی کے مدرسہ سے ماضی قریب میں پڑھکر آئی ہیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ کا وسیلہ بنی ہوئیں ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اگلے روز اذان فجر سے بہت قبل لیہہ سے روانگی ہوئی اور لداخ کے مشہور قصبہ زنسکار کا رخ کیا گیا۔ یہ راستہ ابھی زیر تعمیر ہے، دیو قامت اونچے اونچے پتھریلے پہاڑوں کے کنارے کنارے اور خندقوں سے اونچائی پر واقع دریا کے کنارے کنارے یہ راستہ نہایت خوفناک نظر آتا تھا۔ ایک گاڑی کے بقدر بننے والی یہ سڑک وہ بھی ناہموار روڑی بکھری ہوئی جس کو ابھی دبایا نہیں گیا تھا، پر ٹائیر جب پھسل جاتے تھے تو کبھی کبھی گاڑی الٹی سمت چلنے لگتی تھی۔ ایسے وقت بعض مرتبہ رفقاء

سفر کے چہرے کا رنگ دیکھنے کے لائق ہوتا تھا خصوصا مولانا فیاض صاحب تو خندق کی سائڈ سے ہٹ کر سیٹ بدل لیتے اور پہاڑ کی جانب والی سیٹ پر بیٹھ جاتے لیکن اللہ تبارک وتعالی نے اپنا فضل شامل حال فرمایا اور چار پانچ گھنٹے کی پر مشقت مگر ذکر اللہ اور یاد خدا سے بھرپور ماحول میں زانسکار پہونچنا نصیب ہوا۔

زانسکار کیا ہے؟ دشوار گزار پہاڑوں کی اونچائی پر ایک ایسی ہموار وادی جس میں جب گاڑی ستر اسی کلو میٹر کی رفتار سے دوڑتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑا میدان اور بڑی وادی ہے جس کے چاروں طرف گولائی میں پہاڑوں کی بنی ہوئی گول دیوار ہے اور نہ معلوم کتنے کلومیٹر تک پھیلا ہوا یہ میدان ہے، سبحان اللہ۔ اللہ کی کیسی قدرت ہے دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ ایسا سنگم جہاں سے ایک راستہ کشتواڑ کو دوسرا راستہ ہماچل کو تیسری جانب پانی کھر اور کرگل کو اور ایک جانب سے پہلگام کے پہاڑ۔ اتنے علاقوں کا یہ مرکز اور ملنے کی جگہ۔ کسی زمانہ میں اسی وجہ سے اس مقام پر بہت بڑا بازار لگتا تھا اور ہر علاقے کے لوگ اپنی چیزیں دیکر کر دوسرے علاقوں کا سودا خریدتے تھے کہ اس زمانہ میں کاروبار جنس کا جنس سے ہوتا تھا، یہی تجارت کا طریقہ تھا گویا کہ ایک بین الاقوامی منڈی تھی مال واسباب گھوڑوں پر ہی لایا جاتا تھا بار برداری اور سواری کے لئے بھی ان ہی سے کام لیا جاتا تھا گاڑیوں اور ٹرکوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ (جاری)

****

مدرسۃ البنات دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

کی تعمیر و تکمیل کے صدقۂ جاریہ میں خصوصی حصہ لیجئے، موقعہ غنیمت جانیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑکیوں کے لئے زیر تعمیر ''مدرسۃ البنات'' کی پہلی عمارت کی چھت تکمیل کی طرف رواں دواں ہے۔

اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے مدرسۃ البنات کا یہ اکاونٹ نمبر متعین کیا گیا ہے:

Account Number:	**0727010100000200**
Title of Account:	Madrasa Tul Banat Darul Uloom Raheemiyyah
Branch:	JK Bank Nishat Park Bandipora
IFSC Code:	**JAKA0NIPARK**

اس سے قبل بھی اس تعمیر میں بہت سے خوش نصیب حضرات نے کمرے بنا کر یا کسی دوسرے کام میں مدد دیکر صدقۂ جاریہ میں اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ شوق رکھنے والے حضرات مابقی کاموں میں سے کسی کام میں حصہ لیکر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، عزیز و متعلقین کے لئے صدقہ جاریہ متعین کر سکتے ہیں۔ ایک کمرے کی لاگت ساڑھے پانچ لاکھ روپے ہے جتنی توفیق ہو کمروں میں یا چھت میں حصہ لیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

اہم گذارش یہ ہے کہ بنک کھاتہ میں رقم ڈالنے کے بعد فون نمبر 9419089250 یا 8899101091 پر سکرین شاٹ یا واٹساپ میسج کے ذریعہ یا فون پر اطلاع کریں تا کہ رسید بھیجنے میں سہولت ہو۔

محمد رحمت اللہ کشمیری
ناظم دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

****

اعلان داخلہ مع ضوابط

سال ۱۴۴۶-۴۷ھ مطابق 2025-26ء

﴿۱﴾ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں جدید داخلے مؤرخہ ۶؍شوال المکرّم ۱۴۴۶ھ مطابق 5؍اپریل 2025ء بروز سنیچر سے شروع ہونگے۔ یہ داخلے ناظرہ و حفظ، تجوید وقرأت، درس نظامی اول عربی سے دورۂ حدیث شریف اور تکمیلات یعنی تکمیل ادب، تکمیل علوم اور تکمیل فقہ یعنی افتاء تک جملہ درجات میں ہونگے۔

﴿۲﴾ درجہ اول عربی کے لئے درجہ اعدادی (فارسی) سے کامیاب شدہ یا مروجہ دسویں جماعت کے بقدر استعداد ضروری ہے۔

عربی کے بقیہ درجات میں سابقہ پڑھی ہوئی جملہ کتابوں کا امتحان دینا ہوگا۔

﴿۳﴾ تجوید وقرأت (حفص اُردو) میں داخلہ کیلئے اُمیدوار کا مکمل حافظ قرآن ہونا اور اُردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہونا شرط ہے۔

﴿۴﴾ تجوید وقرأت (حفص عربی) میں داخلہ کیلئے درجہ عربی سوم کی استعداد ضروری ہے۔

﴿۵﴾ تجوید وقرأت (سبعہ وعشرہ) میں داخلہ کیلئے درجہ عربی پنجم کی استعداد اور حفص عربی کی تکمیل ضروری ہے۔

﴿۶﴾ کسی بھی شعبہ میں داخلے کے لئے سابقہ سکول کی ڈسچارج سرٹیفکیٹ/

سابقہ مدرسہ کا تصدیق نامہ اور سند تاریخ پیدائش کے علاوہ آدھار کارڈ کا فوٹوسٹیٹ، نیز فارم کے لئے ایک عدد فوٹوگراف جمع کرنا ضروری ہے۔

﴿۷﴾ شعبۂ حفظ و ناظرہ کے قدیم طلباء کی حاضری ۵؍شوال المکرّم ۱۴۴۶ھ مطابق 4؍اپریل 2025ء بروز جمعۃ المبارک شام ہوگی۔ تاکہ ساتھ ہی پڑھائی شروع ہوسکے۔

﴿۸﴾ شعبہ جات عربی، تجوید وقرأت وتکمیلات (تکمیل فقہ، تکمیل ادب، تکمیل علوم) میں قدیم طلبہ کی حاضری ۱۵؍شوال المکرّم ۱۴۴۶ھ مطابق 14؍اپریل 2025ء بروز پیر کو ہوگی تاکہ وقت پر بلاتاخیر پڑھائی شروع ہوسکے۔

﴿۹﴾ جدید داخلہ کے وقت سرپرست یا ضامن کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

﴿۱۰﴾ کم عمر بچے جو اپنے سامان وغیرہ کی حفاظت نہ کرسکتے ہوں کو دارالاقامہ (ہوسٹل) میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ دارالاقامہ میں قیام کرنے کے لئے کم ازکم تیرہ سال کی عمر کا ہونا لازمی ہے۔

﴿۱۱﴾ حالات کے پیش نظر اپنا شناختی کارڈ یا آدھار کارڈ ہر وقت ساتھ رکھنا ضروری ہے۔

﴿۱۲﴾ امیدوار کو صرف دین سیکھنے کے لئے خلوصِ نیت کے ساتھ آنا چاہئے کسی دنیوی غرض سے نہیں۔

﴿۱۳﴾ امیدوار کی وضع قطع مکمل اسلامی طرز کی ہونا لازمی ہے۔